ماہنامہ

کراچی۔نیویارک

بیاد

مشکِ ختن، مہاجر فی سبیل اللہ
محدث العصر حضرت مولانا مفتی
نیاز محمد ختنی قدس سرہ
سلطان الاولیاء ترجمان اہل سنت شہید اسلام حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہ

بانی وسرپست اعلیٰ

پیر طریقت، رہبر شریعت، ولی کامل،
مفتی اعظم امریکہ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی
منیر احمد اخون مدظلہ

اپریل-مئی 2024ء
رمضان-شوال 1445ھ

مگر اس سب کے باوجود امت مسلمہ میں ایمانی غیرت وحمیت کا جو فقدان آج نظر آرہا ہے شاید مستقبل قریب میں یہ اسے نیست ونابود نہ کردے، جس بزدلی کا مظاہرہ اور وہ بھی بڑی ڈھٹائی کیساتھ ستاون اسلامی ممالک کررہے ہیں عنقریب یہود و نصاریٰ ان کی بوٹیاں نہ بنادیں، زمینی خداؤں کا جو خوف ان لیڈران کے دل میں پنہاں ہے کہیں رب السماوات والارض کے قہر کی زد میں نہ آجائیں، اس امت کا بہترین حصہ جس درد وکرب میں صبر اور شکر کی زندگی گزار رہا ہے اس کا حساب تو یقینا ہوگا اور وہ بھی انتہائی بھیانک۔

قیمت فی شمارہ 60 روپے سالانہ خریداری 720 روپے علاوہ ڈاک خرچ
بیرون ملک :1ڈالر فی شمارہ سالانہ بکنگ 12ڈالر

اہم اعلان

بلاشبہ نشر و اشاعت تبلیغ و ترویج دین
کا ایک اہم اور ناقابل تردید ذریعہ ہے
جس میں دین کے دیگر شعبوں کی طرح
تعاون لازوال صدقہ جاریہ ہے۔ اسی
تناظر میں جو خواتین و حضرات کلی یا
جزوی طور پر تعاون کرنا چاہیں تو وہ
اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0341-6626692

اجرکم علی اللہ

فہرست

آئنہ مضامین

اداریہ	ایمانی غیرت	مولانا محمد فواد بخاری	03
القرآن المبین	کفر والحاد	مفتی منیر احمد اخون	05
نور نبوت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت	حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رح	14
افتاء بورڈ	سوال جواب	حضرت مولانا شہید اسلام یوسف لدھیانوی رح	20
لطائف علمیہ	چار خصلتیں	ماخوذ از معالم العرفان	23
بکھرے موتی	اقوال زریں	عمر فاروق	25
محفل خواتین	زینت دستر خوان	بنت زہرہ جبین	26
امور خانہ داری	گھریلو ٹوٹکے	بنت زہرہ جبین	29
خزینہ معلومات	پہاڑ	ام فاطمہ	30
بچوں کی دنیا	گھوڑا کھاؤ	علی حیدر	34
لوح تبسم	مسکرانا سنت ہے	صارم حیدری	41
روشن قندیلیں	امام بخاری رح	ابن الحسن عباسی رح	43

فکر و عمل کی اصلاح اور مہد سے لحد تک کی تربیت کا ضامن

ماہنامہ یوسفین

کراچی/ نیویارک

بیاد

| مشکِ ختن، مہاجر فی سبیل اللہ، محدث العصر |

حضرت مولانا
مفتی نیاز محمد ختنی قدس سرہٗ

| سلطان الاولیاء، ترجمانِ اہلِ سنت، شہیدِ اسلام |

حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی شہید قدس سرہٗ

بفیضان نظر

| جانشین شہید اسلام |

حضرت مولانا
حافظ محمد یحییٰ لدھیانوی مدظلہ

| شیخ الحدیث، استاذ العلماء |

حضرت مولانا
جلیل احمد اخون مدظلہ

بانی و سرپرست اعلیٰ پیر طریقت، رہبر شریعت، مفتی اعظم امریکہ
حضرت مولانا **مفتی منیر احمد اخون** مدظلہ

نگراں سرپرست مفتی اعظم بہاولنگر
حضرت مولانا **مفتی خلیق احمد اخون** مدظلہ

منتظم و مدیرِ اعلیٰ
حضرت مولانا **محمد فواد بخاری** مدظلہ

معاون مدیر
مفتی صبغت اللہ عدن اخون مدظلہ

مرتب
مولانا مغیث الرحمان اخون مدظلہ

قانونی مشیر
محمد اسد خان خاکوانی (ایڈووکیٹ)

مجلس مشاورت

- حافظ مولانا سراج احمد اخون (بہاولنگر)
- کرنل عمر دین (لاہور)
- ڈاکٹر محمد جمیل ثابت (لاہور)
- مولانا سید فہد حسین (نیویارک)
- مولانا محمد طاسین اخون (نیویارک)
- محمد توفیق کمال (نیویارک)
- مولانا حافظ محمد عمر (نیویارک)
- قاری خلیل احمد اخون (بہاولنگر)
- ڈاکٹر ثمینہ بھٹی (اٹلانٹا)
- ڈاکٹر وحید بھٹی (اٹلانٹا)

- سرکولیشن منیجر: علی حیدر
- مارکیٹنگ ڈائریکٹر: سید امجد بشیر
- پریس پرنٹنگ: پروان پرنٹنگ پریس
- کمپوزنگ + ڈیزائننگ: محمد حماش عارف

مرکزی دفتر و رابطہ
خانقاہ یوسفیہ چشتیہ زکریا عارفیہ R-63-64 دستگیر نمبر 15 ایف بی ایریا نصیر آباد کراچی، پاکستان۔
0341-6626692

ایمانی غیرت

بخاری قلم سے

مدیر اعلیٰ مولانا محمد فواد بخاری

آیئے آج آپ کو فلسطین کی سیر کرواتے ہیں جس کی حرمت و تقدیس پر متعدد قرآنی آیات واحادیث وارد ہیں، جو انبیاء کا مسکن و مدفن ہے اور کل بروز قیامت میدان حشر بھی۔۔۔لیکن ٹھہریئے۔۔۔کیا کہا۔۔۔؟ قیامت۔۔۔؟ وہاں تو قیامت سے پہلے قیامت ہے۔

یہ دیکھئے۔۔۔پانچ سال کا بچہ دوکان سے میگی لینے گیا، واپسی میں اس کا گھر ملبے کا ڈھیر تھا اور والدین ہسپتال میں کفن کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔

یہ دیکھئے۔۔۔بابا کی پری چھلنی بدن اور کلیجے پہ والدین کی جدائی کا غم لئے برابر میں اپنی چھوٹی بہن کی ڈرپ مضبوط ہاتھوں سے تھامی ہوئی ہے کہیں اس کی زندگی کی رسی بھی جھول نہ کھالے۔

یہ تمام نوجوان اپنے باقی ماندہ عیال کے فاقوں کو ختم کرنے کیلئے راشن کے ٹرک کی طرف دوڑے تھے واپسی میں سفید آٹا تو نہ مل سکا البتہ سفید کفن کی پوشاک زیب تن کر گئے۔

ذرا اس بزرگ کو دیکھئے۔۔۔اپنے پوتوں کے معصوم لاشے خدا کے حضور پیش کر کے اس امت کے احتساب کا استغاثہ کر رہا ہے۔

اور یہ دیکھیئے۔۔۔طوفانی بارش میں یہ عظیم فلسطینی ماں زمین میں گھڑا کھود کر پلاسٹک کی چھت تیار کررہی ہے تاکہ اس کے باقی ماندہ پھول تندو تیز طوفاں کے سبب ہوا نہ ہو جائیں۔

اس نوجوان نے تین ماہ قبل تیرہ سال بعد جڑواں اولاد نرینہ کی خوشی میں مٹھائی تقسیم کی تھی اور اب وہی جڑواں بچے بمباری کی اوٹ سے اپنی ماں کو لیکر جنت کی طرف پرواز کر گئے۔

اور ہاں۔۔۔یہ بچے تو اسکول میں پناہ لئے ہوئے خود کو محفوظ تصور کررہے تھے مگر یہ کیا۔۔۔؟ کہ ان کے جسموں کے اعضاء نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہو کر دور جا گرے۔

الغرض اک داستان خونچکاں ہے، بیاں کیا کیا کروں۔۔۔؟

مگر اس سب کے باوجود امت مسلمہ میں ایمانی غیرت وحمیت کا جو فقدان آج نظر آرہا ہے شاید مستقبل قریب میں یہ اسے نیست ونابود نہ کردے، جس بزدلی کا مظاہرہ اور وہ بھی بڑی ڈھٹائی کیساتھ ستاون اسلامی ممالک کررہے ہیں عنقریب یہود ونصاریٰ ان کی بوٹیاں نہ بنادیں، زمینی خداؤں کا جو خوف ان لیڈران کے دل میں پنہاں ہے کہیں رب السماوات والارض کے قہر کی زد میں نہ آجائیں، اس امت کا بہترین حصہ جس درد وکرب میں صبر اور شکر کی زندگی گزار رہا ہے اس کا حساب تو یقینا ہوگا اور وہ بھی انتہائی بھیانک۔

کیا خیال ہے آپ کا؟

فقط والسلام

کفر والحاد

مفتی منیر احمد اخون (امریکہ)

اِنَّ الَّذِینَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا ؕ

جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں

اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ

بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو آئے گا امن سے دن

الۡقِیٰمَةِ ؕ اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (۴۰)

قیامت کے کئے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے

تفسیر وتشریح

کفر کی ایک خاص قسم الحاد ہے۔ اُس کی تعریف اور احکام۔

اِنَّ الَّذِینَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡ اٰیٰتِنَا ۔اس سے پہلی آیات میں اُن منکرین توحید ورسالت کو زجر تنبیہ اور ان کے عذاب کا ذکر تھا۔ جو رسالت وتوحید کا کھل کر صاف انکار کرتے تھے۔ یہاں سے انکار کی ایک خاص قسم کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا نام الحاد ہے۔ لحد اور الحاد کے لغوی معنیٰ ایک طرف مائل ہونے کے ہیں۔ قبر کی لحد کو بھی

اسی لئے لحد کہتے ہیں کہ وہ ایک طرف مائل ہوتی ہے۔قرآن وحدیث کی اصطلاح میں آیات قرآنی سے عدول وانحراف کو الحاد کہتے ہیں۔لغوی معنی کے اعتبار سے تو یہ عام ہے صراحتہً کھلے طور پر انکار وانحراف کرے یا تاویلات فاسدہ کے بہانہ سے انحراف کرے۔لیکن عام طور سے الحاد ایسے انحراف کو کہتے ہیں کہ ظاہر میں تو قرآن اوراس کی آیات پر ایمان وتصدیق کا دعوٰے کرے مگران کے معانی اپنی طرف سے ایسے گھڑے جو قرآن وسنّت کی نصوص اور جمہورِ اُمّت کے خلاف ہوں اور جس سے قرآن کا مقصد ہی اُلٹ جائے۔حضرت ابن عباس ؓ سے اس آیت کی تفسیر میں الحاد کے معنی یہی منقول ہیں فرمایا الالحاد ھو وضع الکلام علیٰ غیر موضعه۔اور آیت مذکورہ میں ارشاد لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا بھی اس کا قرینہ ہے کہ الحاد کوئی ایسا کفر ہے جس کو یہ لوگ چھپانا چاہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ ہم سے اپنا کفر نہیں چھپا سکتے۔

اور آیت مذکورہ نے صراحتہً یہ بتلادیا کہ آیاتِ قرآنی سے انکار وانحراف صاف اور کھلے لفظوں میں ہو یا معانی میں تاویلات باطلہ کر کے قرآن کے احکام کو بدلنے کی فکر کرے یہ سب کفر وضلال ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ الحاد ایک قسم کا کفر نفاق ہے کہ ظاہر میں قرآن اور آیاتِ قرآن کو ماننے کا دعویٰ اور اقرار کرے لیکن آیات قرآنی کے معانی ایسے گھڑے جو دوسری نصوص قرآن وسنت اور اصول اسلام کے منافی ہوں۔

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں فرمایا:۔

كذالك الزنادقة الّذين يلحدون وقد كانوا يظهرون الاسلام۔

ایسے ہی وہ زندیق لوگ ہیں جو الحاد کرتے ہیں اور بظاہر اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملحد اور زندیق دونوں ہم معنی ہیں، ایسے کافر کو کہا جاتا ہے جو ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور حقیقت میں اس کے احکام کی تعمیل سے انحراف کا یہ بہانہ بنائے کہ قرآن کے معانی ہی ایسے گھڑے جو خلاف نصوص وخلاف اجماع اُمّت ہوں۔

ایک مغالطہ کا اِزالہ

کتب عقائد میں ایک ضابطہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ متاوّل کو کافر نہیں کہنا چاہیے۔ یعنی جو شخص عقائد باطلہ اور کلمات کفریہ کو کسی تاویل سے اختیار کرے وہ کافر نہیں۔ لیکن اس ضابطہ کا مفہوم اگر عام لیا جائے کہ کیسے ہی قطعی اور یقینی حکم میں تاویل کرے اور کیسی ہی فاسد تاویل کرے وہ بہر حال کافر نہیں تو اس کا نتیجہ یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں مشرکین، بُت پرست اور یہود و نصاریٰ میں سے کسی کو بھی کافر نہ کہا جائے کیونکہ بت پرست مشرکین کی تاویل تو قرآن میں مذکور ہے **مَا نَعۡبُدُهُمۡ اِلَّا لِيُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلۡفٰى**۔ یعنی ہم بتوں کی فی نفسہ عبادت نہیں بلکہ اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سفارش کر کے اللہ تعالی کے قریب کر دیں تو در حقیقت عبادت اللہ ہی کی ہے۔ مگر قرآن نے اُن کی اس تاویل کے باوجود انھیں کافر کہا، یہود و نصاریٰ کی تاویلیں تو بہت ہی مشہور و معروف ہیں۔ جن کے باوجود قرآن وسنت کی نصوص میں اُن کو کافر کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متاوّل کو کافر نہ کہنے کا مفہوم عام نہیں۔ اسی لئے علماء وفقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ تاویل وتکفیر سے مانع ہوتی ہے اُسکی شرط یہ ہے کہ

ضروریاتِ دین میں ان کے مفہوم قطعی کے خلاف نہ ہو۔ ضروریاتِ دین سے مراد وہ احکام ومسائل ہیں جو اسلام اور مسلمانوں میں اتنے متواتر اور مشہور ہوں کہ مسلمانوں کے اَن پڑھ جاہلوں تک کو بھی ان سے واقفیت ہو جیسے پانچ نمازوں کا فرض ہونا۔ صبح کی دو ظہر کی چار رکعت کا فرض ہونا۔ رمضان کے روزے فرض ہونا۔ سود، شراب، خنزیر کا حرام ہونا وغیرہ۔ اگر کوئی شخص ان مسائل سے متعلق آیاتِ قرآن میں ایسی تاویل کرے جس سے مسلمانوں کا متواتر اور مشہور مفہوم الٹ جائے، وہ بلاشبہ باجماع اُمت کافر ہے، کیونکہ وہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے انکار ہے اور ایمان کی تعریف جمہور امُت کے نزدیک یہی ہے کہ

تَصدیق النّبی صلّی اللہ عَلیہِ و سَلّم فیما علم مجیئہٗ بہٖ ضرورۃ۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا ان تمام امور میں جن کا بیان کرنا اور حکم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرورۃً ثابت ہو یعنی ایسا یقینی ثابت ہو کہ علماء کے سوا عوام بھی اس کو جانتے ہوں۔

اس لیے کفر کی تعریف اس کے بالمقابل یہ ہوگی کہ جن چیزوں کا لانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضروری اور قطعی طور پر ثابت ہو اُن میں سے کسی کا انکار کفر ہے۔ تو جو شخص ایسی ضروریات دین میں تاویل کر کے اُس حکم کو بدلے وہ آپ کی لائی ہوئی تعلیم کا انکار کرتا ہے۔

اس زمانہ میں کفر و الحاد کی گرم بازاری

اس زمانے میں ایک طرف تو دین اور احکام دین سے جہالت اور غفلت انتہا کو پہنچ گئی

کہ نئے لکھے پڑھے لوگ بہت سی ضروریات دین سے بھی ناواقف رہتے ہیں۔

دوسری طرف جدید بے خدا تعلیم جس کی بنیاد ہی مادہ پرستی پر ہے۔ کچھ اس کے اثر سے اس پر مزید یورپ کے مستشرقین کے پھیلائے ہوئے اسلام کے خلاف شبہات واوہام سے متاثر ہوکر بہت سے ایسے لوگوں نے اسلام اور اصول اسلام پر بحث وگفتگو شروع کردی ہے جن کو اسلام کے اصول وفروع قرآن وحدیث کے علوم سے کوئی راستہ نہیں۔ انھوں نے اسلام کے متعلق اگر کچھ معلومات بھی حاصل کی ہیں تو اہل یورپ دشمنان اسلام سے حاصل کی ہیں۔ ایسے لوگوں نے قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ ضروریہ میں طرح طرح کی باطل تاویلیں کرکے شریعت اسلام کے متفق علیہ اور نصوص قطعیہ سے ثابت شدہ احکام کی تحریف کو اسلام کی خدمت سمجھ لیا۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ کھلا کفر ہے تو وہ مشہور ضابطہ کا سہارا لیتے ہیں کہ ہم اس حکم کے منکر تو نہیں بلکہ ایک تاویل کررہے ہیں اس لئے ہم پر یہ کفر عائد نہیں ہوتا۔

اسی لئے وقت کی اہم ضرورت سمجھ کر ہمارے اکابر میں سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے **اکفار الملحدین والمتأولین فی شیءٍ من ضروریات الدین**۔ اس میں ہر طبقہ مسلک کے علماء وفقہاء کی تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ ضروریات دین میں کسی کی تاویل مسموع نہیں اور یہ تاویل ان کی تکفیر سے مانع نہیں۔ یہ کتاب بزبان عربی شائع ہوئی ہے، احقر نے اس کا خلاصہ اردو زبان میں بنام ''کفر واسلام قرآن کی روشنی میں'' شائع کردیا ہے۔ اور احکام القرآن حزبِ

خامس میں اس کا خلاصہ بزبان عربی بیان کر دیا ہے۔اس کو دیکھا جا سکتا ہے۔یہاں اس کا خلاصہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی ایک تحریر سے نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا کہ آیات قرآن میں تاویل باطل جس کو قرآن کی آیت مذکورہ میں الحاد فرمایا ہے اس کی دو قسمیں ہیں اول وہ تاویل باطل جو نصوص قطعیہ متواترہ یا اجماع قطعی کے خلاف ہو وہ تو بلاشبہ کفر ہے۔دوسری یہ کہ وہ ایسی نصوص کے خلاف ہو جو اگرچہ ظنی ہیں مگر قریب بہ یقین ہیں یا اجماع عرفی کے خلاف ہو ایسی تاویل گمراہی اور فسق ہے۔کفر نہیں۔ان دو قسم کی تاویلوں کے علاوہ باقی تاویلات جو قرآن وحدیث کے الفاظ میں مختلف احتمالات ہونے کی بنا پر ہوں وہ تاویل عام فقہاء رامت کا میدان اجتہاد ہے جو بتصریح حدیث ہر حال میں باعث اجروثواب ہے۔

اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا بِالذِّکْرِ لَمَّا جَآئَھُمْ وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیزٌ لَّا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ ۔جمہور مفسرین نے فرمایا کہ ذکر سے مراد یہاں قرآن ہے اور جملہ **اِنَّ الَّذِینَ کَفَرُوا بِالذِّکْرِ** یہ سابق جملہ **اِنَّ الَّذِینَ یُلْحِدُوْنَ** سے بدل ہے اور بقاعدہ عربیت بدل اور مبدل منہ کا ایک حکم ہوتا ہے اس لیے اس کا حاصل یہ ہوا کہ یہ لوگ ہم سے چھپ نہیں سکتے اور اس لئے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔آگے قرآن کے محفوظ منجانب اللہ ہونے کو بیان فرمایا ہے کہ **وَاِنَّہٗ لَکِتٰبٌ**

عَزِیزٌ یعنی یہ کتاب اللہ کے نزدیک عزیز وکریم ہے، کوئی باطل اس میں راستہ نہیں پا سکتا (کمارِوی عن ابن عباسؓ۔ مظہری)

لا یَاتِیہِ البَاطِلُ مِنۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ۔ آگے اس کتاب کے لئے حفاظت کا بیان ہے، قتادہ اور سُدی نے فرمایا کہ باطل سے مراد شیطان ہے اور **مِنۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ** یعنی نہ سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے اس سے مراد تمام جوانب ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان کا کوئی تصرف وتدبیر اس کتاب میں نہیں چلتی کہ وہ اس کتاب میں کمی وبیشی یا کوئی تحریف کر سکے۔ تفسیر مظہری میں اس کو نقل کر کے فرمایا کہ شیطان اس جگہ عام ہے شیطان الجن ہو یا آدمی شیطان کسی کی تحریف وتبدیل قرآن میں نہیں چلتی جیسے بعض روافض نے قرآن میں دس پاروں کا بعض نے خاص خاص آیات کا اضافہ کرنا چاہا مگر کسی کی بات نہ چلی۔

ابوحیان نے بحر محیط میں فرمایا کہ لفظ باطل اپنے الفاظ کے اعتبار سے شیطان کے ساتھ مخصوص نہیں۔ ہر باطل ومبطل شیطان کی طرف سے ہو یا کسی دوسرے کی طرف سے قرآن میں وہ نہیں چل سکتا پھر بحوالہ طبری آیت کا مفہوم بتلایا کہ کسی اہل باطل کی مجال نہیں کہ سامنے آکر اس کتاب میں کوئی تغیر وتبدیل کرے اور نہ اس کی مجال ہے کہ پیچھے سے چھپ کر اس کے معانی میں تحریف اور الحاد کرے۔

طبری کی تفسیر اس مقام سے بہت زیادہ مناسب ہے کیونکہ قرآن میں الحاد وتحریف کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اول یہ کہ کوئی اہل باطل کھلے طور پر قرآن میں کوئی کمی وبیشی کرنا چاہے اس کو تو **مِنۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ** سے تعبیر فرمایا۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص بظاہر

دعویٰ ایمان کا کرے مگر چھپ کر تاویلات باطلہ کے ذریعہ قرآن کے معنی میں تحریف کرے اس کو مِن خَلفِہٖ کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ کتاب اللہ کے نزدیک ایسی عزیز و کریم ہے کہ نہ اس کے الفاظ میں کوئی کمی وبیشی اور تحریف وتبدیل پر کسی کو قدرت ہے اور نہ معانی میں تحریف کر کے قرآن کے احکام بدل دینے کی مجال ہے۔ جب کبھی کسی بدبخت نے اس کا ارادہ کیا وہ ہمیشہ رسوا ہوا۔ قرآن اس کی ناپاک تدبیر سے پاک صاف رہا۔ الفاظ میں تحریف وتبدیل کی راہ نہ ہونا تو شخص دیکھتا سمجھتا ہے کہ تقریباً چودہ سو سال سے ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ ایک زیر زبر کی غلطی کسی سے ہوجائے تو بوڑھوں سے لے کہ بچوں تک عالموں سے لیکر جاہلوں تک لاکھوں مسلمان اس کی غلطی پکڑانے والے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مِن خَلفِہٖ کے الفاظ سے اس طرف اشارہ کردیا کہ قرآن کی حفاظت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وہ صرف الفاظ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ اس کے معانی کی حفاظت کا بھی اللہ تعالیٰ ہی کفیل ہے اُس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بلاواسطہ شاگردوں یعنی صحابہ کرام کے ذریعہ معانی قرآن اور احکام قرآن کو بھی ایسا محفوظ کردیا ہے کہ کوئی مُلحِد بے دین اُس میں تاویلات باطلہ کے ذریعہ تحریف کا ارادہ کرے تو ہر جگہ ہر زمانے میں ہزاروں علماء اس کی تردید کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں اور وہ خائب و خاسر ہوتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ آیت اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ میں ضمیر لَہٗ قرآن کی طرف راجع ہے اور قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ نظم و معنی دونوں کے مجموعہ کا نام

ہے۔خلاصہ آیات مذکورہ کے مضمون کا یہ ہوگیا کہ جولوگ بظاہر مسلمان ہیں اس لیئے کھل کر قرآن کا انکار تو نہیں کرتے مگر آیاتِ قرآنی میں تاویلات باطلہ سے کام لیکر ان کو ایسے مطلب پر محمول کرتے ہیں جو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی تصریحات کے خلاف ہے۔ان کی تحریف سے بھی اللہ تعالی نے اپنی کتاب کو ایسا محفوظ کر دیا ہے کہ یہ گھڑے ہوئے معانی کسی کے چل نہیں سکتے۔قرآن وحدیث کی دوسری نصوص اور علماء امت اُس کی قلعی کھول دیتے ہیں۔اور احادیث صحیحہ کی تصریح کے مطابق قیامت تک مسلمانوں میں ایسی جماعت قائم رہے گی جو تحریف کرنے والوں کی تحریف کا پردہ چاک کر کے قرآن کے صحیح مفہوم کو واضح کر دیں۔اور دنیا سے وہ اپنے کفر کو کیسا ہی چھپائیں۔ اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے۔اور جب اللہ تعالیٰ ان کی اس سازش سے باخبر ہے تو ان کو اس کی سزا ملنا بھی ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین باتیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قسم کھائی

وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ الْاَنْمَارِیْ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلٰثٌ أُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْہُ فَأَمَّا الَّذِیْ أُقْسِمُ عَلَیْھِنَّ فَإِنَّہٗ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَۃٍ وَّلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَّظْلِمَۃً صَبَرَ عَلَیْھَا اِلَّا زَادَہُ اللّٰہُ بِھَا عِزًّا وَّلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ بَابَ فَقْرٍ وَّأَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْہُ فَقَالَ إِنَّمَا الدُّنْیَا لِأَرْبَعَۃِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَّزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّعِلْمًا فَھُوَ یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَیَصِلُ رَحِمَہٗ وَیَعْمَلُ اللّٰہِ فِیْہِ بِحَقِّہٖ فَھٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ رَّزَقَہُ اللّٰہُ عِلْمًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ مَالًا فَھُوَ صَادِقُ النِّیَّۃِ یَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَأَجْرُھُمَا سَوَآءٌ وَّعَبْدٍ رَّزَقَہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَمْ یَرْزُقْہُ عِلْمًا فَھُوَ یَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِہٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَّا یَتَّقِیْ فِیْہِ رَبَّہٗ وَلَا یَصِلُ رَحِمَہٗ وَلَا یَعْمَلُ فِیْہِ بِحَقٍّ فَھٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٍ لَّمْ یَرْزُقْہُ اللّٰہُ مَالًا وَّلَا عِلْمًا فَھُوَ یَقُوْلُ لَوْ أَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْہِ

بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِيَّتُهُ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔

ترجمہ: حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی للہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے میں ایک حدیث بیان کرتا ہوتم اس کو محفوظ رکھو۔ وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کا مال صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا یعنی صدقہ کرنا اگر چہ بظاہر صورت میں نقصان ہے لیکن چوں کہ دنیا میں موجب خیر و برکت اور آخرت میں حصول ثواب کا سبب ہے، اس لیے حکم میں زیادتی کے ہے نہ کہ نقصان کے، اور جس بندہ پر ظلم وزیادتی کی جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے (یعنی اپنے نزدیک اس کو زیادہ معزز بنالیتا ہے جس طرح ظالم کو اپنے نزدیک ذلیل رکھتا ہے یا مظلوم کی عزت انجام کار دنیا میں بڑھا دیتا ہے جس طرح ظالم کو ظلم کے سبب ایک دن ذلت کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور اکثر معاملہ برعکس کر دیا جاتا ہے کہ ظالم کو مظلوم کے آگے ذلیل کر دیا جاتا ہے) اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا (یعنی بغیر حاجت وضرورت محض زیادتی مال کی غرض سے لوگوں سے مانگنا شروع کیا)، اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر وافلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے (کہ طرح طرح کی حاجتیں اس کو پیش آتی ہیں یا اس سے وہ نعمت چھین لیتا ہے جو اس کے پاس ہے جس سے وہ نہایت خرابی میں پڑ جاتا ہے)، اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حدیث کا میں نے ذکر کیا تھا اب اس کا بیان

کرتا ہوں اس کو یاد رکھو دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے ایک تو اس بندہ کے لیے جس کو اللہ تعالے نے مال اور علم عطا فرمایا پس وہ مال کو خرچ کرنے میں اللہ تعالے سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا)، اور رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ کے لیے خرچ کرتا ہے (مثل زکوۃ اور کفارات اور ضیافت وصدقات) اس شخص کا بڑا درجہ ہے اور دوسرا وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالی نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ علم کے سبب سچی نیت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا اس کو بھی پہلے بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور علم نہیں دیا۔ پس علم نہ ہونے کے سبب وہ اپنے مال کو بری طرح خرچ کرتا ہے نہ تو خرچ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے مال سے نکالتا ہے نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح خرچ کرتا (یعنی بُرے کاموں میں!) بندہ اپنی نیت کے سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ تیسرے شخص کے گناہ کے مانند ہے۔

تشریح: یہاں نیت سے مراد عزم معصیت ہے آدمی گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا ہے اور عزم وارادہ سے یہاں مراد یہ ہے کہ اس کی طرف سے گناہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی مگر اس کو کوئی مجبوری پیش آئی جس سے گناہ پر قدرت نہ پاسکا اور اگر قدرت پاتا تو

ضرور گناہ کرلیتا۔پس زنا کا ارادہ کیا تو اس ارادہ کا گناہ ملے گا البتہ زنا کے ارادہ کا گناہ زنا کے برابر نہیں ہے۔تفصیل یہ ہے کہ گناہ کا اگر صرف وسوسہ شیطان ڈالے تو اس کو ہاجس کہتے ہیں اس درجہ میں عمل کا ارادہ نہیں ہوتا۔اسی سبب سے اس پر مواخذہ نہیں ہوتا اس کے بعد درجہ ہم کا ہے یعنی قصد اور نیت کرنا کسی عمل کا پس خیر اور اچھے عمل کی نیت پر بھی کامل عمل کا ثواب ملتا ہے اور برے عمل کی نیت پر معین لکھا جاتا ہے اور اس کے بعد درجہ عزم کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اس پر مواخذہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بندے کے ساتھ بھلائی کے ارادہ کی علامت

وَعَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ فَقِيلَ وَكَيْفَ يَسْتَعْمِلُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يُوَفِّقُهُ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

(کتابُ الزُھد بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ اللّٰہ کَتَبَ. کِتابأً لِاھلِ الجنۃِ ص ۳۶ ج ۲ و مسند احمد ص ۱۰۶ ج ۳ رقم ۱۲۰۴۶ ' شرحُ السُّنَّۃ ص ۳۲۱ ج ۷ رقم ۳۹۹۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ بھلائی کے کام کیوں کراتا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ؟ فرمایا: موت سے پہلے اس کو عمل نیک کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے زندگی کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ اس میں زیادہ

نیک کام کرسکتا ہے۔

عاقل و محتاط شخص کون ہے اور احمق و نادان کون ہے؟

وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَہُ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ۔

(ترمذی ابوٰب صفہ القِیَامَۃِ باب اسْتِحْبَابُ طولِ العمر للطاعَۃِ وغنی المال للخیر، ص ۷۲ ج ۲ اِبن مَاجَۃ کتاب الزھد بَاب ذکرِ المَوت واستِعدَادلَہٗ، ص ۳۲۴ شَرْحُ السُّنَّۃِ: کِتاب الرقاق بَاب الاجتنابِ مِن الشَّھَوَاتِ ۳۳۳ ج، رقم (۴۰۱۱-۴۰۱۶) بیھقی، ص ۵۰۳ ج، رقم (۱۰۵۴۶)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی الہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا عاقل ومحتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور فرماں بردار کرے اللہ تعالی کے امر کا اور عمل کرے مابعد موت کے لیے اور احمق و نادان وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کا آرزومند ہو۔

تشریح: یعنی بُرے اعمال کے ساتھ حق تعالیٰ سے یہ نیک اُمید رکھتا ہے کہ میرا رب کریم اور غفور ہے اور بُرائی کو ترک نہیں کرتا یہ سخت دھوکہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیبٌ مِّنَ لْمُحْسِنِینَ) ترجمہ: تحقیق کہ اللہ تعالی کی رحمت نیک کاروں اور صالحین کے قریب ہے اور ارشاد ہے: اَنَا الْغَفُورُ الرَّحِیمُ وَأَنَّ عَذَابِی ھُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیمُ۔ میں غفور رحیم ہوں اور بلاشبہ میرا عذاب بھی دردناک عذاب ہے۔ حاصل یہ کہ نیک عمل کر کے اُمیدوار رہے اور قبولیت کی دعا کرتا

رہے اور ڈرتا رہے اس کے عذاب سے۔ علماء و مشائخ فرماتے ہیں کہ گناہ پر دلیر رہنا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سہارے پر یہ شیطان کا دھوکہ ہے صفت رزاقیت پر اعتماد کر کے کیا کوئی گھر بیٹھتا ہے؟ کہ روزی اس کے منہ میں آوے گی۔ وہاں تو رات دن دوڑے دوڑے پھرتے ہیں اور صفتِ غفوریت پر اتنا یقین کہ اعمالِ صالحہ چھوڑ کر گناہوں پر دلیر ہیں محض حماقت اور دھوکہ نہیں تو کیا ہے؟ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون عمل کے جنت کو طلب کرنا گناہوں میں سے ایک گناہ ہے اور امید شفاعت رکھنا بے سبب و بے علاقہ ایک قسم ہے فریب کی اور رحمت کی اُمید رکھنا بغیر عمل و اطاعت جہالت و حماقت ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بدون نیک اعمال کے آرزو اور امیدیں رکھنا یہ احمقوں کی وادی ہے ایسی باطل امیدوں سے شیطان نے ان لوگوں کو بے وقوف اور بے عمل بنا رکھا ہے۔ بعض نے کہا دان نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اعمال کا محاسبہ روز کرے اگر اچھے اعمال ہوں تو شکر کرے۔ بُرے اعمال ہوں تو توبہ کرے اور تلافی کرے۔ قبل اس کے کہ قیامت کے دن حساب ہو۔

سوال جواب

شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

گزشتہ سے پیوستہ

امام ابو نعیم رحمہ اللہ اصفہانی نے حلیۃ الاولیا میں یہ حدیث نقل کی ہے:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما خیر للنساء فلم ندر ما نقول، فجاء علی رضی اللہ عنہ الی فاطمۃ رضی اللہ عنہا۔ فاخبرھا بذلک فقالت فھلا قلت لہ خیر لھن ان لا یرین الرجال ولا یرونھن فرجع فاخبرہ بذلک فقال لہ من علمک ھذا قال فاطمۃ قال انھا بضعۃ منی۔

سعید بن المسیب عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال لفاطمۃ ما خیر للنساء قالت لا یرین الرجال ولا یرنھن فذکر ذلک للبنی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انما فاطمۃ بضمۃ منی۔

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۰، ۴۱)

ترجمہ:''حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے فرمایا بتاؤ! عورت کے لئے سب سے بہتر کونسی چیز ہے۔ ہمیں اس سوال کا جواب نہ سوجھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے اٹھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے ان سے اسی سوال کا ذکر کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

آپ لوگوں نے یہ جواب کیوں نہ دیا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر چیز یہ ہے کہ وہ اجنبی مردوں کو نہ دیکھیں۔ اور نہ ان کو کوئی دیکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جواب تمہیں کس نے بتایا۔ عرض کیا' فاطمہؓ نے فرمایا: فاطمہؓ آخر میرے جگر کا ٹکڑا ہے نا۔

سعید بن مسیبؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر کون سی چیز ہے۔ فرمانے لگیں:

''یہ کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں۔ اور نہ مردان کو دیکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا تو فرمایا واقعی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت امام ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد

(ص ۲۰۳ جلد ۹) میں بھی مسند بزار کے حوالے سے نقل کی ہے۔

موجودہ دور کی عریانی اسلام کی نظر میں جاہلیت کا تبرج ہے۔جس سے قرآن کریم نے منع فرمایا ہے اور چونکہ عریانی قلب ونظر کی گندگی کا سبب بنتی ہے' اس لئے ان تمام عورتوں کے لئے باعث عبرت ہے جو بے حجابانہ نکلتی ہیں۔اوران مردوں کے لئے بھی جن کی ناپاک نظرین ان کا تعاقب کرتی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ۔

ترجمہ: اللہ تعالی کی لعنت دیکھنے والے پر بھی۔اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی"۔

عورتوں کا بغیر صحیح ضرورت کے گھر سے نکلنا' شرف نسوانیت کے منافی ہے۔اور اگر انہیں گھر سے باہر قدم رکھنے کی ضرورت پیش ہی آئے تو حکم ہے کہ ان کا پورا بدن مستور ہو۔

اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق دے

آمین

چار خصلتیں

ماخوذ از معالم العرفان

’’امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ چار خصلتیں ایسی ہیں جو سارے نبیوں کی شریعت میں تھیں اور ہماری آخری شریعت میں بھی ضروری ہیں۔

(۱) طہارت، یعنی پاکیزگی۔

(۲) اخبات، یعنی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار۔

(۳) سماحت، یعنی خودغرضی اور خسیس چیزوں سے بچنا۔

(۴) عدالت، یعنی عدل وانصاف۔

ان چاروں چیزوں سے جو مرکب کیفیت انسان میں پیدا ہوتی ہے اسی کو فطرت کہا جاتا ہے۔ پھر فرمایا اس فطرت کے راستے میں تین حجاب رکاوٹ بنتے ہیں۔

(۱) ’’حجاب طبع‘‘ کہ انسان دنیا کی مادیت میں ہی ڈوب کر رہ جائے اور آخرت کا خیال دل سے نکل جائے۔

(۲) ’’حجاب رسم‘‘ یعنی انسان ماحول کے رسم ورواج میں ہی پھنس جائے اور حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہو۔

(۳) ”حجاب سوءِ معرفت“ یعنی خدا کی پہچان ہو مگر غلط طریقے سے۔ اس کی وجہ سے انسان شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے یا پھر تشبیہ میں۔ اگر خدا تعالیٰ کی صفت خاصہ بندے میں مانی جائے تو یہ شرک ہو گیا، مثلاً خدا بھی عالم الغیب اور فلاں بزرگ یا نبی بھی عالم الغیب ہے۔ اور اگر بندے کی صفت خدا میں تسلیم کی جائے تو یہ تشبیہ ہے مثلاً بندہ صاحب اولاد ہے تو اللہ کی بھی اولاد تسلیم کی جائے۔

الغرض! یہ تین چیزیں ایسی ہیں جو انسان کی اصل فطرت سلیمہ کو ظاہر نہیں ہونے دیتیں۔ جو شخص ان حجابات سے بچ گیا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت عام طور پر حجاب طبع میں مبتلا رہتی ہے، اگر اس سے بچ جائیں تو لوگ حجاب رسم میں اٹک جاتے ہیں اور اگر وہ آگے بڑھیں تو حجاب سوءِ معرفت میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ پھر نہ تو اللہ کی صحیح پہچان ہوتی ہے اور نہ وہ شرک اور تشبیہ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور ان کی ساری عمر گمراہی میں گزر جاتی ہے۔

بہر حال اللہ نے فرمایا کہ حنیف بن کر اپنے چہرے کو دین کے لیے قائم کریں۔ یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو بنایا ہے اور اللہ کی پیدا کردہ چیز میں کوئی تبدیلی نہیں ہے، یہی مضبوط دین ہے جس کے اصول اٹل ہیں اور ہر زمان و مکان کے لیے کار آمد ہیں مگر لوگوں کی اکثریت لاعلمی کی وجہ سے ان اصول و ضوابط کے خلاف ہی چلتی ہے۔“

[معالم العرفان]

اقوال زریں

عمر فاروق

☆ جب بندہ اللہ رب العزت کے سامنے عاجزی ظاہر کرتا ہے۔(یعنی جھکتا ہے تو اس جھکنے سے اللہ تعالی انسان کو بلند کر دیتے ہیں)۔

☆ سبب اختیار کرنے میں انسان کا عجز ظاہر ہوتا ہے۔اور یہ عجز اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔

☆ اللہ تعالی کی ذات کو ساتھ لے کر چلیں اور سبب اختیار کریں تبھی انسان منزل مقصود تک پہنچتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بندہ مومن پنجگانہ نماز کی ادائیگی باجماعت کرتا ہے ۔

☆ دنیاوی نعمتوں میں جب اتنا سرور کیف ومستی ہے تو جنت کی نعمتوں کا عالم کیا ہوگا، اللہ اکبر۔

☆ زبان کو اللہ رب العزت نے دل کا سفیر بنایا ہے اسی لئے تو جو مضامیں دل میں وارد ہوتے ہیں زبان اسے ادا کرتی ہے۔

زینت دسترخوان

بنت زہرہ جبین

آلو کی پوریاں

اجزاء

آٹا:2 کپ

زیرہ بھنا ہوا1: چائے کا چمچ

پانی: حسب ضرورت

آئل: حسب ضرورت

نمک حسب ضرورت: ترکاری کیلیے

آلو:750 گرام

کٹی ہوئی لال مرچ:1 چائے کا چمچ

کلونجی: چائے کا چمچ

ہلدی: پاؤڈر چائے کا چمچ

ہری مرچ4-3

آئل: حسب ضرورت

نمک: حسب ذائقہ

ترکیب:

سب سے پہلے آٹا گوندھ کر رکھ دیں۔اب ایک پین میں تیل گرم کر کے آلو اور تمام مصالحہ جات ڈال کر بھون لیں اور تھوڑا سا پانی ڈال کر گریوی تیار کر لیں۔آخر میں ہرا دھنیا، ہری مرچ مکس کریں اور اتار لیں اب گندھے ہوئے آٹے کی پوریاں بنا لیں اور آلو کو پوریوں کے ساتھ سرو کریں۔

شاہ رنگیلا چکن پکوڑے

اجزاء

بون لیس چکن: آدھا کلو (چھوٹے ٹکڑے)

بیسن: دو کپ

لال مرچ (کٹی ہوئی): ایک چائے کا چمچ

زیرہ (کٹا ہوا): ایک چائے کا چمچ

دھنیا (کٹا ہوا): ایک چائے کا چمچ

کھٹائی (پسی ہوئی): ایک چائے کا چمچ

انار دانہ: دو چائے کا چمچ

تیل: فرائی کے لئے

نمک، ہرا دھنیا، پودینہ: حسب ضرورت

ترکیب:

(ا) پیالے میں بیسن، چکن اور تمام اجزاء ڈال کر مکس کر لیں اور پانی شامل کر کے

گاڑھا آمیزہ بنالیں۔

(۲) گرم تیل میں پکوڑوں کی طرح تل لیں۔

(۳) سنہری ہوجانے پر پلیٹ میں نکال کر چٹنی کے ساتھ پیش کریں۔

کریمی فروٹ چاٹ

اجزاء

سیب: 2 عدد

کیلے: 6 عدد

کریم: 1 پیکٹ

اسٹرابیریز: 1 کپ

پائن ایپل: 1 کپ

جیلی: 1 کپ

مکس ڈرائی فروٹس: حسب ضرورت

ونیلا ایسنس: چند قطرے

کنڈینسڈ ملک: 1/2 کپ

ترکیب:

کریم میں ونیلا ایسنس اور کنڈینسڈ ملک ڈال کر پھینٹ لیں۔ پھر اس میں تمام فروٹس کاٹ کر شامل کریں۔ اس کے بعد جیلی پکا کر جمالیں اور کاٹ کر اوپر سے ڈالیں۔ آخر میں سرو کریں۔

گھریلو ٹوٹکے

بنت زہرہ جبین

گوشت جلدی گلانے کے لئے

خربوزے کے چھلکے سکھائیں اور اسے پیس کر رکھ لیں۔ جب گوشت جلدی گلانا مقصود ہو تو اس میں سے ۳ سے ۴ چٹکی ڈالیں۔ گوشت جلدی گل جائیگا۔

دودھ جلیبی آ گئی!

کھانے سے پہلے فوائد پڑھ لیں!

دودھ جلیبی نزلے سے نجات کا آخری حل ہے۔ قبض کی شکایت، سر درد، حافظہ و نظر کی کمزوری اور عینک سے نجات کیلئے اکسیر ہے۔ دودھ جلیبی نہ صرف طاقت دیتی ہے بلکہ خون کی کمی کو پورا کرتی ہے اور جسم میں خون بناتی ہے۔ دودھ جلیبی مردانہ کمزوری کو دور کرتی ہے۔ عصر کے وقت ایک پاؤ جلیبی گرم دودھ میں ڈبو کر کھائیں اور ادویات سے بے نیاز ہو جائیں۔ (شوگر کے مریض شیرہ کے بغیر والی جلیبیاں استعمال کریں)

پہاڑ

ام فاطمہ

دنیا میں بلند و بالا پہاڑ بھی قدرت کے عجوبوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالی نے پہاڑ اس لیے بنائے ہیں۔ کہ ان کے بغیر دنیا قائم نہیں رہ سکتی کیوں کہ اگر زمین کی سطح پہاڑوں کی وجہ سے اونچی نیچی نہ ہوتی تو سمندر تمام زمین کو گھیر لیتے اور اس کی سطح صرف بحری باشندوں اور بحری درختوں کے رہنے کی جگہ ہوتی۔ یہ سخت اور سنگ لاخ چٹانوں سے بنائے گئے ہیں بعض پہاڑ الگ الگ ہوتے ہیں لیکن عام طور پر یہ ایک مجموعے یا سلسلے کی صورت میں پائے جاتے ہیں جس میں ایک ہی پیچ در پیچ پشتہ یا متعدد باہم ملے ہوئے پشتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔

پہاڑی نظام ہم شکل اور ہم اصل مربوط سلسلوں کا ایک مجموعہ ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین کو متوازن رکھنے کے لیے بھی پہاڑ بنائے گئے ہیں

مثلاً: سورہ نمبر 78 النباء آیت 7 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ترجمہ: ”اور پہاڑوں کو میخیں (بنایا) یعنی انہیں میخوں کی شکل میں زمین پر گاڑ دیا گیا

ہے۔'' پہاڑ لاکھوں برسوں کے بعد تشکیل پا سکتے ہیں۔ زمین کی سطح پر چٹان کے بڑے بڑے ٹکڑوں نے ایک دوسرے کے خلاف خود کو دھکیلا اور پھر یہ بلند ہوتے چلے گئے حتی کہ پہاڑ بن گئے۔ پہاڑوں کے ایک گروپ کو سلسلہ کہا جاتا ہے۔ کینیڈا میں را کی ماؤنٹین، برصغیر پاک وہند میں ہمالیہ قراقرم اور ہندوکش کے سلسلہ ہائے کوہ دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ کچھ پہاڑ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی چوٹیوں پر سارا سال برف پڑتی رہتی ہے جہاں برف کی سطح ختم ہو جاتی ہے۔

اسے سنولائن (Snow Line) کہا جاتا ہے۔ پہاڑوں کی ڈھلوانوں پر درخت بھی اُگتے ہیں لیکن ان کے لیے یہ اتنے سرد ہوتے ہیں کہ ایک مخصوص سطح پر ہی یہ اُگ سکتے ہیں اس سطح کو ٹری لائن کا نام دیا گیا ہے۔

کچھ پہاڑوں کے انتہائی سرحصوں پر برف بنتی رہتی ہے اور یہ پھر منجمد ہو جاتی ہے انہیں گلشیئر یا (تودہ) کہا جاتا ہے یہ پہاڑ کی ڈھلان کی طرف آہستہ آہستہ سرکتے رہتے ہیں۔ پہاڑوں کے اندر زندگی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں جن میں جانور رہتے ہیں اور پودے اُگتے ہیں۔

یہ جانور اور پودے ایسے ہوتے ہیں جو صرف انتہائی سرد درجہ ضرورت میں خود کو بچا سکتے ہیں، سرخ عقاب پہاڑوں کی چٹانوں میں اپنے گھونسلے بناتے ہیں۔

برفانی خرگوش کی جلد پر بہت موٹی پیشم ہوتی ہے اس لئے وہ بھی پہاڑوں کے اندر رہنا پسند کرتے ہیں۔ ان پر صنوبر کے درخت بھی اُگتے ہیں ان درختوں کے پتے چوڑے نہیں ہوتے بلکہ نوکیلے سوئی نما ہوتے ہیں۔ پہاڑوں پر پھول پودے بھی اُگتے ہیں

کیوں کہ سرد آب و ہوا میں اُگ سکتے ہیں بناوٹ کے لحاظ سے پہاڑ کئی قسموں کے ہوتے ہیں۔

مثلاً: تہہ دار پہاڑ، تودے کے پہاڑ، آتش فشاں پہاڑ۔

بعض پہاڑ معدنی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ بعض پہاڑ چائے، عمارتی لکڑی اور مختلف میوہ جات کے خزانے رکھتے ہیں۔ کوہ یورال اور کوہ اینڈیز ایسے پہاڑ ہیں جن سے سونا لوہا، کوئلا، چاندی قلعی اور پلاٹینم حاصل ہوتا ہے۔ اکثر پہاڑ صحت افزاء مقام کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ پہاڑوں پر جنگلات بھی پائے جاتے ہیں۔ جن سے عمارتی لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔

پہاڑ دفاعی لحاظ سے بھی بڑی اہمیت کی حامل ہوتے ہیں اگر دشمن ملکوں کے درمیان پہاڑ ہوں تو وہ انہیں جنگ سے روکتے ہیں یہ ہواؤں کو روک کر کسی ملک کی آب و ہوا پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ بھارت میں واقع ماؤنٹ ایورسٹ دنیا کی بلند ترین اور پاکستان میں واقع کے ٹو دنیا کی دوسری بلند ترین پہاڑی چوٹی ہے۔ اور انہیں کئی کوہ پیماؤں نے سر کیا ہوا ہے۔ ماونٹ ایورسٹ کو پہلی مرتبہ جنوری 1953ء میں نیوزی لینڈ کے کوہ پیما اور نیپال تنیتر نگ نورگے نے سر کیا تھا۔

دنیا کے کچھ مما لک ایسے بھی ہیں جو پہاڑی چوٹیوں کو مقدس مانتے ہیں ان میں جاپان کا پہاڑ فوجی یاما خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ انڈونیشیا میں بالی میں جو آتش فشاں پہاڑ واقع ہے اس کے دامن میں لوگوں نے کئی عبادت گاہیں بنا رکھی ہیں۔

امریکا کے جزیرہ ہوائی میں ایسے پہاڑ ہیں جن کی چوٹیاں سمندر کے پانی سے سر

نکالے ہوئے نظر آتی ہیں۔ان میں سے ایک پہاڑ کی بلندی (سمندر کی تہہ سے لے کر چوٹی تک)24 کلومیٹر ہے۔

اس پہاڑ کی چوٹی ہی سمندر سے باہر نظر آتی ہے۔پہاڑیوں پر لوگ اسکنگ (Sking) بھی کرتے ہیں۔

پہاڑ کی بلندی پر چڑھتے جائیں تو ہوا کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہوا ٹھنڈی بھی ہو جاتی ہے۔اور یہی ٹھنڈی ہوا بلندی پر بادلوں کے بننے میں مدد دیتی ہے۔پہاڑوں سے نکلنے والا آتش فشانی لاوا قرب وجوار کی زمینوں کی زرخیزی میں اضافہ کر دیتا ہے۔پہاڑی علاقوں میں پہاڑی بکری، مارخور، بندر، برفانی ریچھ، ہرن، نیل گائے، برفانی چیتا، جنگلی بھینسا اور بھیڑیں وغیرہ پائی جاتی ہیں۔ان جانوروں کی کھال موٹی ہوتی ہے اس لیے یہ سخت سردی بھی برداشت کر لیتے ہیں۔ پہاڑی مقامات پر لوگوں نے آبادیاں بھی بسا رکھی ہیں مثلاً تبت کے پہاڑوں میں تبتی قوم،کوہ اینڈیز کے پہاڑوں میں ان کا (Inca) قوم اور بلتستاں میں وادی کلاش میں ہندوکش کے پہاڑی سلسلے میں کیلاش قوم آباد ہے پہاڑ چراگاہوں کا کام بھی کرتے ہیں۔پہاڑوں پر پانی بارش برف باری، جھیلوں اور آبشاروں کی شکل میں بہت زیادہ تعداد میں موجود ہوتا ہے اس پانی سے بے شمار کام لئے جاتے ہیں۔ جیسے آبشار کی صورت میں گرا کر بجلی پیدا کرنی وغیرہ۔

گھوڑا کھاؤ

علی حیدر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ روم کے شاہی دربار میں عرب کے چند قاصد جو اپنے بادشاہ کی طرف سے شاہ روم کو تحائف پہنچانے کے لئے آئے تھے، کرسیوں پر بیٹھے دربار کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ قاصد اپنے ملک کا سفیر ہوتا ہے۔ اس لئے دوسرے ملک والے اس کی بڑی عزت کرتے ہیں اور اسے شاہی مہمان کی حیثیت دی جاتی ہے۔

چناچہ عربی قاصدوں کو بھی ان کرسیوں پر بٹھایا گیا تھا جو بادشاہ کے وزیروں مشیروں اور قریبی دوستوں کے لئے مخصوص ہوتی ہیں۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک سپاہی نے دربار میں آکر بادشاہ کو اطلاع دی کہ اس کا پسندیدہ اور شکاری گھوڑا بیماری کے سبب اس قابل نہیں رہا کہ بادشاہ اس پر سوار ہو کر شکار کے لئے جا سکے۔

اس اطلاع پر شاہ روم اُداس اور پریشان دکھائی دینے لگا۔ قریب بیٹھے وزیر اعظم نے بادشاہ کو ملول دیکھ کر کہا۔

”عالی جاہ! شاہی اصطبل میں بے شمار گھوڑے ہیں، آپ فکر مت کیجئے۔“

’’تم درست کہتے ہو وزیر اعظم۔‘‘ بادشاہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔لیکن اس جیسا اور کوئی نہیں ہے۔وہ اتنا تیز بھاگتا ہے کہ جیسے طوفانی ہوائیں۔‘‘

’’حاتم کا گھوڑا تو آسمانی بجلی کی طرح لپکتا ہے۔‘‘ایک عربی قاصد نے قریب بیٹھے ایک وزیر سے کہا۔’’نہیں۔ ہمارے بادشاہ کے گھوڑے سے زیادہ تیز کوئی نہیں دوڑ سکتا۔

’’وزیر نے مسکرا کر کہا۔مگر حاتم کا گھوڑا کالی گھٹاؤں کی طرح لمحہ بھر میں جنگلوں اور میدانوں سے گزر جاتا ہے۔قاصد نے اپنی بات پر زور دیا۔

قاصد نے کھڑے ہو کر ادب سے جواب دیا۔"حضور میں حاتم کے گھوڑے کی بات بتا رہا تھا کہ اس کے اصطبل میں ایک ایسا نادر و نایاب اور شاندار گھوڑا ہے جو طوفان کی طرح چلتا ہے اور وہ دوڑتا ہے تو اس کے سموں سے سنگریزے اس طرح اُڑ اُڑ کر گرتے ہیں کہ جیسے اولوں کی بارش ہو رہی ہو۔‘‘

’’اوہ۔کیا واقعی وہ اتنا تیز رفتار گھوڑا ہے؟‘‘ بادشاہ نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

’’جہاں پناہ! مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔جو جس قابل ہو اس کی اتنی ہی تعریف کرنے میں آدمی کو بخل سے کام نہیں لینا چاہیے۔حاتم کا گھوڑا سیلاب کے ریلے کی مانند جنگلوں اور پہاڑوں سے گزر جاتا ہے۔‘‘قاصد نے بتایا۔’’اچھا۔مگر یہ حاتم کون ہے اور کہاں رہتا ہے؟‘‘ بادشاہ کے دل میں حسد پیدا ہونے لگا۔’’حاتم طائی ہمارے ملک کے ایک قبیلے بنو طے کا سردار ہے لیکن بہت رحم دل اور بے حد سخی آدمی ہے۔اس جیسا سخی پوری دنیا میں کہیں نہیں۔سارے عالم میں اس کی سخاوت اور دریا دلی کے چرچے ہیں۔جس طرح سخاوت میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔اسی طرح اس

کے گھوڑے جیسا کوئی گھوڑا نہیں ہے۔ عالی جاہ۔۔۔! وہ گھوڑا میدان تو کیا جنگل میں بھی اس طرح ہموار دوڑتا ہے جیسے کشتی پانی پر تیرتی ہے۔ تیز رفتاری میں تو چیل کوے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔'' شاہ روم عربی قاصد سے حاتم طائی کی سخاوت اور اس کے گھوڑے کی تعریفیں سن کر اپنے وزیر سے کہنے لگا۔ اگر حاتم طائی واقعی سخی ہے اور اس کے گھوڑے کی جو خوبیاں بتائی گئی ہیں وہ درست ہیں تو اس کی آزمائش ضروری ہے اس لئے حاتم سے اس کا گھوڑا مانگا جائے۔ اگر حاتم فوراً ہی اپنا وہ نایاب اور بے مثال گھوڑا دے دے تو ہم سمجھیں گے کہ حاتم واقعی بے حد سخی اور بڑا آدمی ہے۔ اور اگر وہ گھوڑا دینے سے انکار کر دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ سب باتیں غلط ہیں اور اس کی شہرت محض ڈھول کا پول ہے۔ حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں اور وہ سخی نہیں کنجوس ہے۔'' حاتم طائی کی سخاوت اور دریا دلی کی آزمائش کے لئے روم کے بادشاہ نے ایک نہایت ہوشیار اور تجربہ کار آدمی کو قاصد مقرر کیا اور اس کے ساتھ دس آدمیوں کو اس کے معاون قبیلہ بنی طے کی طرف روانہ کیا۔ وہ لوگ رات دن سفر کرتے ہوئے جس وقت حاتم طائی کے قبیلے میں پہنچے تو اس وقت بارش ہو رہی تھی۔ سرد ہواؤں نے ان کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے کر دیئے تھے اور وہ ٹھٹھرے ہوئے حاتم طائی کے ٹھکانے پر پہنچ گئے۔ حاتم طائی مہمان نواز تھا۔ وہاں ان لوگوں کو فوراً ہی گرم گرم بستر دیئے گئے۔ اتنی آسائش اور آرام مہیا کیا گیا کہ جیسے پیاسے کو نہر پر پہنچ کر آرام ملتا ہے اور مرنے کے بعد انسان کو جنت میں سکون و امن نصیب ہوتا ہے۔ حاتم طائی نے اُن کے آرام کا انتظام کرنے کے بعد ان کے طعام کا بندوبست کیا۔ اس وقت بارش اور

کیچڑ میں بھیڑ بکری لینے چراگاہ تک جانا ممکن نہ تھا اس لئے اُس نے فوری طور پر مہمانوں کے لئے ایک گھوڑا ذبح کر کے اس کے گوشت سے کئی قسم کے کھانے تیار کروائے اور مہمانوں کے لئے دستر خوان بچھا دیا گیا۔ قیمہ، بھنا گوشت، قورمہ کے علاوہ میٹھے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ غرض بہت شاندار اور پر تکلف کھانوں سے مہمانوں کی خاطر تواضع کی گئی۔ رومی قاصد اور اس کے ساتھیوں نے ابھی تک حاتم کو اپنے بادشاہ کا پیغام نہیں دیا تھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ فی الحال حاتم کے حسن سلوک اور سخاوت کا جائزہ لیں گے اور اگلی صبح اُسے شاہ روم کا پیغام دیں گے۔ گویا وہ حاتم کی آزمائش کر رہے تھے اور حاتم ان کی سوچ سے بھی بڑھ کر رحم دل مہمان نواز اور سخی ثابت ہو رہا تھا۔ اُنہوں نے یہ دستور پہلے کہیں نہ دیکھا اور نہ سنا تھا کہ میزبان اپنے مہمان کی خاطر تواضع بھی کرے اور اسے خرچ کے لئے زادراہ کے طور پر نقد رقم بھی عطا کرے لیکن یہاں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کھانے کے بعد حاتم نے ان سب کو خرچ کے لئے نقدی عنایت کی اور ان کی آمد کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس نے کہا۔ میں آپ کا بے حد احسان مند ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھ جیسے حقیر سے آدمی کی میزبانی قبول کی اور خدمت کا موقع دے کر مجھے عزت بخشی۔ میرے پاس آنے کے لئے آپ کو راستے میں جن تکلیفوں اور دشواریوں کا سامنا کرنا اور مشکلات کا شکار ہونا پڑا اس کیلئے میں بہت شرمسار ہوں۔ امید ہے آپ لوگ مجھے معاف فرمائیں گے۔''

حاتم کی بات سن کر ان لوگوں کو بہت حیرت ہوئی اور وہ دل ہی دل میں حاتم کے حسن سلوک اور اس کی عظمت کی تعریف کرنے لگے۔ صبح ہوئی تو حاتم نے ان کے لئے پُر

تکلف ناشتے کا اہتمام کیا۔ پراٹھے مکھن، پنیر اور انڈوں سے ان کی تواضع کی گئی۔

ناشتے کے بعد حاتم نے اُن سے کہا۔ ''اب آپ لوگ اپنی آمد کا مقصد بتائیے۔'' قاصد نے اسے شاہ روم کا پیغام دیا اور کہا۔ ''ہمارے بادشاہ کی خواہش ہے کہ تم اپنا وہ گھوڑا ہمیں دے دو جو تمہارے اصطبل کا سب سے خوبصورت اور تیز ترین دوڑنے والا ہے۔'' قاصد کی بات سن کر حاتم ایک دم اُداس اور پریشان ہو گیا۔ اس کے چہرے سے حسرت اور افسوس عیاں ہو رہا تھا اور وہ بہت شرمندہ نظر آ رہا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر رومی قاصد اور اس کے ساتھیوں نے خیال کیا کہ شاید حاتم اپنا گھوڑا دینے پر راضی نہیں لیکن حاتم طائی کے الفاظ نے ان کا یہ خیال غلط ثابت کر دیا۔ حاتم نے کہا۔

''عقل مند دوستوں! تم نے دیر کر دی۔ تم نے آتے ہی مجھے یہ پیغام کیوں نہیں دیا تھا۔'' در اصل ہم تمہیں فوری طور پر پیغام دے کر پریشان نہیں کرنا چاہتے تھے۔'' قاصد نے بہانہ بنایا۔ پریشانی کیسی؟ میں پھر بھی تمہاری اسی طرح خدمت کرتا'' حاتم بولا۔ ''مہمان کو میں اللہ کی رحمت سمجھتا ہوں اس کی خدمت کرنا میرا فرض ہے۔ اگر میرا قاتل بھی مہمان بن کر آ جائے تو میں دل و جان سے اس کی خدمت کروں گا۔ اور مہمان نوازی میں کوئی فرق نہ پڑنے دوں گا۔''

''خیر۔۔۔۔ جو ہوا سو ہوا۔ مگر اب تم نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ مگر گھوڑا ہمارے حوالے کرنے پر تیار ہو یا نہیں؟ قاصد کے ایک ساتھی نے کہا۔

''گھوڑا کیا تم لوگ میری جان بھی مانگو تو میں انکار نہیں کروں گا۔ مگر گھوڑا میں پہلے ہی تم لوگوں کی نذر کر چکا ہوں۔'' ''اوہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو حاتم۔'' قاصد نے حیرت سے اسے گھورا۔ ''کہیں تم ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے ہو؟'' ''نہیں دوستو۔'' حاتم نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''رات تم نے جس گوشت کے پکوان کھائے تھے وہ اسی گھوڑے کا تھا۔''

''کیا۔۔۔؟'' وہ لوگ حیرت سے اچھل پڑے۔ ''کیا واقعی؟''

''ہاں۔۔۔! حاتم نے سر ہلایا۔'' وہ گھوڑا میں نے تمہاری مہمان نوازی کے لئے رات کو ذبح کر دیا تھا کیونکہ موسم کی خرابی کے سبب اس وقت چراگاہ تک جانا ممکن نہ تھا اور یہاں اس وقت اس گھوڑے کے علاوہ کوئی دوسرا جانور موجود نہ تھا۔ مجبوراً میں نے اسی کو ذبح کر کے آپ لوگوں کے لئے کباب وغیرہ بنوائے۔ مہمانوں کو بھوکا سلانا میری فطرت کے خلاف تھا اور اس سے میری شہرت و ناموری میں فرق آتا تھا۔ میرا پسندیدہ اور برق رفتار گھوڑا میری ناموری اور مہمان نوازی پر قربان ہو گیا۔''

حاتم کی بات سن کر وہ لوگ کافی دیر سکتے کے عالم میں بیٹھے حاتم کی طرف اس طرح دیکھتے رہے جیسے وہ انسان کی بجائے رحمت کا فرشتہ ہو۔ حاتم نے اپنا نایاب اور پسندیدہ گھوڑا ان کے کھانے کے لئے قربان کر کے مہمان نوازی کی ایک انوکھی مثال قائم کر دی تھی۔ وہ جود و سخا کا پیکر اپنے قیمتی اور بے مثال گھوڑے سے محروم ہو جانے کے باوجود خوش نظر آ رہا تھا کہ اس نے مہمان کو بھوکا سلانا پسند نہیں کیا تھا کہ شاہِ روم کی خواہش پوری نہ کر سکا۔ سخی آدم کسی سائل کو خالی ہاتھ لوٹانا پسند نہیں کرتا ضمیر کی خلش بن جاتی کہ سوالی اس کے در سے محروم چلا گیا۔

رومی قاصد اور اس کے ساتھی وہاں سے رخصت ہونے لگے تو سخی کی سخاوت نے جوش مارا اور حاتم نے ان لوگوں کو خلعت اور نقد انعام دے کر رخصت کیا۔ وہ قاصد اور اس کے ساتھی واپس روم پہنچے۔ ان کے پاس حاتم کا گھوڑا نہ پا کر دی۔

بادشاہ نے کہا مجھے پہلے ہی شک تھا کہ حاتم محض نام کا سخی ہے اور لوگ خواہ مخواہ اس کی سخاوت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ تم لوگوں کا خالی لوٹنا ثابت کرتا ہے کہ حاتم کی صرف باتیں ہی باتیں ہیں، حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نہ وہ سخی ہے اور نہ اس کے پاس میرے گھوڑے سے زیادہ تیز

گھوڑا ہے۔''

گستاخی معاف عالی جاہ! وہ واقعی سخی ہے۔اور ایسا سخی کہ دنیا میں کوئی اس جیسا نہیں ہوسکتا۔

قاصد بولا۔''ارے تو پھر خالی کیوں آئے ہونامرادو۔کہاں ہے وہ آسمان سے باتیں کرنے والا گھوڑا؟''بادشاہ نے غصے سے کہا۔

''حضور گھوڑا تو ہم کھا گئے۔''قاصد نے بتایا۔''کیا۔۔۔بادشاہ اُچھل پڑا۔''گھوڑا تم لوگ کھا گئے۔''نن نہیں حضور۔گھوڑا ہمیں کھا گیا''دوسرے آدمی نے بوکھلا کر کہا۔''کیا بک رہے ہو بے وقوف۔گدھے۔''بادشاہ دھاڑا۔قاصد بھی سہم گیا۔لرزتا ہوا بولا''یہ بے وقوف غلط کہہ رہا ہے حضور۔ہم نے گدھا نہیں،حاتم کا وہ گھوڑا کھایا ہے۔

جس کی تیز رفتاری کا چرچا ہے۔میرا مطلب ہے ہم نے خود ہی کھایا بلکہ ہمیں حاتم نے گھوڑا کھلایا ہے۔''بادشاہ نے ان کی بوکھلاہٹ محسوس کی تو نرمی سے بولا۔دیکھو مجھے پوری بات بتاؤ۔حاتم نے تم لوگوں سے کیا سلوک کیا۔اس پر قاصد کا حوصلہ بڑھا اور اس نے حاتم سے ملاقات کا تمام قصہ بلا کم و کاست بیان کردیا۔حاتم کی مہمان نوازی اور سخاوت کا واقعہ سن کر رومی بادشاہ عش عش کر اٹھا۔

سبق:۔خوش خلقی اور سخاوت جیسی نعمتیں محض کوشش سے حاصل نہیں ہوتیں۔یہ تو انسان کو قدرت کی طرف سے فطری طور پر عطا ہوتی ہیں سخی وہی ہے جو ہر حال میں سخاوت کرے اور اس کے دروازے سے کوئی سوالی خالی واپس نہ جائے۔

مسکرانا سنت ہے

صارم حیدری

مخصوص ٹکڑا

پیٹرولیم کے وزیر کی اہلیہ ایک پیٹرول پمپ کے افتتاح کو گئیں۔ افتتاح کے بعد اس نے پیٹرول پمپ کے مالک سے کہا بہت خوب، بڑی اچھی جگہ کا انتخاب کیا ہے آپ نے لیکن آپ کو کیسے پتا چلا کہ زمین کے اس مخصوص ٹکڑے میں تیل ہے۔

مرغی

ایک ننھی لڑکی نے استانی سے آ کر کہا۔ ’’استانی جی امی کہہ رہی تھیں کہ ہم استانی جی کو مرغی کا تحفہ بھجوائیں گے۔‘‘ استانی بہت خوش ہوئیں اور تحفے کا انتظار کرنے لگیں جب ہفتہ گزر گیا اور مرغی نہ آئی تو ننھی کو یاد کرادیا۔ ننھی سٹپٹا کر بولی وہ مرغی تو اچھی ہوگئی ہے اور پھر سے دانہ کھانے لگ گئی ہے۔‘‘

گرم اور ٹھنڈا

مہمان: ’’السلام علیکم‘‘۔ کنجوس میزبان: ’’وعلیکم، ٹھنڈا پیو گے یا گرم‘‘ مہمان: ’’پہلے ٹھنڈا پھر گرم۔‘‘ کنجوس میزبان: ’’بیٹا امی سے کہو ایک گلاس ٹھنڈا پانی کا دوسرا گلاس گرم پانی کا بھیج دیں۔

عین نوازش

استاد (شاگرد سے) ''عین نوازش کو جملے میں استعمال کرو۔''

شاگرد: ''اگر آپ مجھے ہفتے میں پانچ چھٹیاں دے دیں تو آپ کی عین نوازش ہوگی۔''

چار صوبے

استاد (شاگرد سے): ''پاکستان کے کتنے صوبے ہیں؟''۔ شاگرد: ''چار''

استاد: ''کون کون سے؟۔'' شاگرد: ''ایک تو پنجاب، دوسرا مجھے یاد نہیں، تیسرا میری کتاب میں مٹا ہوا ہے اور چوتھا میں آپ سے پوچھنے والا تھا۔''

حال

افضل (وقار سے): ''تمہاری مرغی کا کیا حال ہے جو سائیکل کے نیچے آ گئی تھی۔''

وقار: ''اس کا حال تو ٹھیک ہے لیکن انڈے ٹوٹے ہوئے دیتی ہے۔''

شوہر

مولانا شوکت علی بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان خوبیوں میں انکی بے پناہ ظرافت کا بہت دخل تھا۔ ان کی ہر بات اور ہر حرکت میں قہقہوں کا سامان موجود ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ کے بڑے بھائی ذوالفقار علی کا تخلص گوہر اور محمد علی جوہر ہے۔ آپ کا تخلص کیا ہے؟ مولانا شوکت علی نے بے تکلف ہو کر کہا: ''شوہر۔

امام بخاریؒ

ابن الحسن عباسیؒ

امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ہوتا ہے کوہ و دشت میں پیدا کبھی کبھی!

اسماعیل پایہ کے عالم اور محدث تھے، ان کے دادا مغیرہ، والیٔ بخارا ''یمان جعفی" کے ہاتھ پر مشرف با اسلام ہوئے تھے، اسی نسبت سے ان کو بھی جعفی کہا جانے لگا۔ اسماعیل کے والد کا نام ابراہیم تھا، تاریخ ابراہیم کے تذکرہ سے خاموش ہے۔ اسماعیل کو حماد بن زید اور امام مالک سے حدیث کا شرفِ سماع حاصل ہے اور ان احادیث کے راوی بھی ہیں، ابن حبان نے اسماعیل کا تذکرہ کتاب الثقات میں محدثین کے طبقہ رابعہ کے تحت کیا ہے۔ تاج الدین سبکی ان کے متعلق طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں:

''اسماعیل بن ابراہیم متقی علماء میں سے تھے، امام مالک سے سماع حدیث کا شرف حاصل کیا، حماد بن زید کی زیارت کی اور عبداللہ بن مبارک کی صحبت پائی، احمد بن حفص کہتے ہیں کہ میں اسماعیل کی وفات کے وقت حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے

’’مجھے اپنے تمام سامان میں کسی بھی ایک درہم کے مشتبہ ہونے کا علم نہیں" احمد بن حفص کہتے ہیں یہ بات سن کر مجھے اپنی کمزوری و کم ہمتی کا احساس ہوا۔

۱۳ شوال ۹۴ ہجری جمعہ بعد نماز جمعہ بخارا میں اسماعیل کے گھر بچہ پیدا ہوا۔ بچہ کا نام "محمد" رکھا گیا، کسے اندازہ تھا کہ یہ بچہ اسلامی تاریخ کے گلشن کا وہ گل سر سبد بنے گا۔ جس کی مہک صدیوں رہے گی اور جس کا آوازہ زمانہ کے دبیز پردے نہیں روک سکیں گے اور کسے معلوم تھا کہ صدیوں میں پیدا ہونے والا یہ ’’دیدہ ور‘‘ کائنات کی بہترین ہستی کے بکھرے اور نکھرے ہوئے ریحان ونسترن کی چمن بندی کی وہ لافانی خدمت انجام دے گا جوان کو ’’لسان صدق فی العالمین‘‘ اور حیات جاوداں بخشے گی۔

سالہا باشد کہ تا یک سنگ اصلی ز آفتاب
لعل باشد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن

شخصیات کی عبقریت اپنے خاندان اور وطن کے تذکروں کو بھی زندہ رکھتی ہے، بخارا کے تذکرہ میں اگر آج دلچسپی ہے تو اسی حوالہ سے کہ وہ امام بخاری کا وطن ہے۔

کچھ بخاریؒ کے وطن بخارا کے بارے میں!

بخارا دریائے جیحون کی زیریں گزرگاہ پر ایک بڑے نخلستان میں واقع ان مردم خیز علاقوں کا ایک شہر ہے، جن سے علم وفن کی تاریخی شخصیات کی عظمتیں وابستہ ہیں جو علم و دانش کے بڑے بڑے سورماؤں کا وطن رہا اور جہاں صحاح ستہ کے مصنّفین پیدا ہوئے۔

امام بخاری کا بخارا ہو یا امام مسلم کا نیشاپور، امام ابوداؤد کا سجستان ہو یا امام ترمذی کا

ترمذ، امام نسائی کا نسا ہو یا ابن ماجہ کا وطن قزوین، یہ سب اسی ماوراء النہر اور اس کے ارد گرد علاقوں کے لالہ زار ہیں، یہ اور بات ہے کہ ان آخری صدیوں میں پھر ان علاقوں کی وہ مردم خیزی باقی نہ رہی جو اس کی تاریخی خصوصیت تھی۔

نہیں اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران وہی تبریز ہے ساقی

سطح سمندر سے بخارا کی بلندی ۷۶۶ فٹ (۲۲۲ء۴ میٹر) ہے اور یہ طول البلد مشرقی ۶۴ درجہ ۳۸ دقیقہ (گرین وچ) اور عرض البلد شمالی ۳۹ درجہ ۴۳ دقیقہ پر واقع ہے۔(۷) اس کی مساحت (۲۰۵۰۰۰) کلومیٹر ہے۔(۸) معجم البلدان میں علامہ یاقوت حموی بخارا کے متعلق لکھتے ہیں:

”بخارا (باء کے ضمہ کے ساتھ) ماوراء النہر کے بڑے اور عظیم شہروں میں سے ہے۔ مقام ”آمل الشط“ سے اس کی طرف دریا عبور کیا جاتا ہے، اس جہت سے دریائے جیحون اور بخارا کا فاصلہ دو دن کا ہے، بخارا کا طول ستاسی درجہ اور عرض اکتالیس درجہ ہے اور اقلیم خامس میں واقع ہے، بخارا کی وجہ تسمیہ باوجود تلاش کے مجھے معلوم نہ ہو سکی، بخارا ایک قدیم اور باغ و بہار والا شہر ہے، ماوراء النہر کے تمام شہروں میں جو شادابی اور حسن بخارا کو حاصل ہے کسی دوسرے شہر کو نہیں، جب آپ باہر سے اس کے قلعہ پر چڑھ کر اس کا نظارہ کریں گے تو ہر سو آپ کو مرغزار اور سبزہ ہی سبزہ نظر آئے گا درمیان میں بنے ہوئے محلات کا منظر حسین پھولوں کی مانند نظر نواز ہے“۔

بخارا کی تاریخ پر ایک سرسری نظر!

اسکندر اکبر مقدونی کی فتوحات سے قبل بخارا فارسی حکومت کے تابع تھا، اس وقت اس کو ''صغد یان'' کہتے تھے، اسکندر اکبر نے جب فارس کے شہر فتح کئے تو بخارا بھی اس کے زیر نگیں آ گیا۔ بعد میں انہیں سے یونانیوں کو ملا۔ پھر جب لشکر اسلام دنیا کے چپہ چپہ پر دین اسلام کا جھنڈا لہرانے کے لئے اٹھا تو بخارا کو بھی فتح کر ڈالا، ہوا یوں کہ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں زیاد بن ابی سفیان کا ۵۳ ہجری میں انتقال ہوا تو ان کی جگہ ان کے بیٹے عبید اللہ کو خراسان کا عامل بنایا گیا۔ ۵۴ ہجری میں اس نے بخارا کی جانب پیش قدمی کی اور نسف و بیکند کو فتح کیا، بخارا کی حکومت اس وقت "خاتون" نامی عورت کے پاس تھی، عورت نے ترک کو مدد کے لئے کہا، ان کی ایک بڑی جماعت آئی، جنگ ہوئی اور ان کو شکست ہوئی، خاتون نے پیغام صلح بھیجا اور ایک لاکھ سالانہ پر صلح ہوئی، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۵۵ ہجری میں سعید بن عثمان کو خراساں کا امیر مقرر کیا۔ ۸۷ھ تک پھر اس کا تاریخی حال معلوم نہ ہو سکا۔ ۸۷ ہجری میں اسلامی فتوحات کے عظیم جرنیل قتیبہ بن مسلم کی قیادت میں اسلامی لشکر کے نہ تھمنے والے سیل رواں نے جب ان علاقوں کا رخ کیا تو بخارا کو بھی فتح کر ڈالا۔

پھر جب چنگیز خان کی تاریخی بربریت کا نامبارک آغاز ہوا تو عالم اسلام کے بیسیوں شہروں کی طرح بخارا بھی اس کی بربادیوں کا لقمہ بنا اور یہاں اس نے سفاکی کی وہ تاریخ مرتب کی جس کی مثال تباہی اور قتل و درندگی کی تاریخ میں کم سے کم ملے گی، چند محلات چھوڑ کر پورے شہر کو نذر آتش کر کے تاراج کیا گیا۔ یہ ۴ / ذوالحجہ ۶۱۶ھ ۱۰ /

فروری ۱۲۲۰ء کا واقعہ ہے۔ پھر وہ تاتاری قوم جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے اور دنیا کے نقشہ سے اس کا وجود ختم کرنے پر تلی ہوئی تھی جب پوری کی پوری مسلمان ہوگئی کہ

ہے اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور کعبے کو صنم خانے سے پاسبان مل گئے تو چنگیزی خاندان کے مشہور اسلامی فاتح تیمور لنگ کے ہاتھ بخارا ۱۳۷۰ء میں آیا اور بخارا ایک بار پھر اسلامی تہذیب وتمدن کا مرکز بن گیا، بخارا تیمور لنگ کی اولاد کے پاس رہا حتی کہ ۱۴۹۸ء میں ازبکوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اور تیموری خاندان کی حکومت یہاں سے ختم کر ڈالی۔

چونکہ روس کے لئے ہندوستان کی ایک رہ گزر بخارا بھی ہے، اس اہمیت کے پیش نظر مغربی وسائل کی مدد سے روس نے اس پر ۱۸۷۳ء میں قبضہ جمایا۔

پھر جب ۱۹۹۱ء میں کئی ریاستوں کے عناصر سے بنے ہوئے روس کے وفاق کا عقدہ کشا ہوا اور چھ مسلم ریاستیں آزاد ہوئیں تو آزاد ہونے والی چھ ریاستوں میں بخارا ریاست ازبکستان کا شہر ہے جس کا دارالحکومت تاشقند ہے۔

برسوں روس کی جارحیت کی زیر نگین رہنے والی اس ریاست سے کمیونزم کی گرد اگرچہ اب تک مکمل نہیں جھڑی تاہم ایام کی گردش پیہم کے ان مراحل کے بعد اب بخارا ایک اسلامی ریاست کے تحت ہے اور ان علاقوں کے ''عروق مردہ'' میں اب خون اسلام دوڑا ہے، اگر اسلامی تہذیب اور دینی تعلیم کا یہاں پھر چرچا ہونا شروع ہو تو۔

نہیں ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

کیونکہ یہیں علم وفن کی نابغہ روزگار شخصیات میں سے محدث ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد متوفی (۴۲۱ھ) پیدا ہوئے اور بخارا ہی کو فلسفہ وحکمت کی بلندیوں پر پہنچانے والے مشہور حکیم ابن سینا متوفی (۴۶۷ھ) کے وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

جاری ہے۔۔۔

دھماکہ آفر

- کیا آپ تاجر ہیں؟ اور اپنی حلال تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں
- کیا آپ ڈاکٹر ہیں؟ اور مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کرنا چاہتے ہیں
- کیا آپ وکیل ہیں؟ اور لوگوں کو بہترین مشوروں سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں

تو آیئے

ماہنامہ یوسفین نیویارک / کراچی

آپ کو بے مثال موقع فراہم کررہا ہے جہاں آپ اپنی آواز

پوری دنیا میں بسنے والے لاکھوں لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں۔

تو پھر دیر کس بات کی

آج ہی اپنی ماہنامہ / سالانہ اشتہار کی بکنگ کروائیں اور اپنی

تجارت / پیشہ کو اِک نئی پہچان دیں۔

برائے رابطہ: 0341-6626692

Use local brands to unite with PALESTINIANS